شاہ بلیغ الدین رحمۃ اللہ علیہ

مُسَیلِمَہ کذاب سے ٹکرّ

مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کر رکھا ہے منافقین اور تمام اسلام دشمن عناصر اس کے ساتھ ہیں۔ بنوحنیفہ اس کے حامی و مددگار ہیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دور خلافت ہے اور ۱۱ ہجری کے دن![۱]

مسیلمہ نے اپنی نبوت کا اعلان کیا تو منافقین نے اسے ابھارا۔ سب کہتے پھرتے کہ (مسیلمہ چاہے جھوٹا ہو ہمارا آدمی ہے۔ کیوں نہ ہم اپنے آدمی کو نبی مان لیں!) عصبیت نے رنگ دکھلایا مسلمانوں کے دشمن سر جوڑ کر بیٹھے اور یوں دیکھتے دیکھتے ایک بہت بڑا فتنہ اٹھ کھڑا ہوا۔

اس فتنے کو ہوا دینے والا بنوحنیفہ کا ایک شخص تھا نہارُ الرجال! وہ بڑے عرصہ تک مدینہ میں رہا تھا[۲]۔ اصحابِ صفہ کے ساتھ اٹھا بیٹھا تھا۔ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب مجلس دیکھے تھے۔ جب وہ یمامہ پہنچا تو مسیلمہ نے نبوت کا دعویٰ کر رکھا تھا[۳]۔ یہ ایک ہی کائیاں تھا دیکھا مسیلمہ مال و دولت میں کھیل رہا ہے تو خود بھی اس کا شریک کار بن گیا۔ لوگوں سے کہتا پھرتا کہ میں بہت زمانہ تک مدینے میں رہا ہوں مجھے معلوم ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیلمہ کو نبوت میں شریک کیا ہے۔ دھوکے کا یہ کاروبار خوب پھیلا۔ بہت جلد مسیلمہ نے رجال کو اپنا مشیر خاص بنالیا اور دونوں نے مل کر سارے بنوحنیفہ کو اپنی طرف کرلیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیکھا فتنہ بڑھ رہا ہے تو حضرت عکرمہ کو حکم دیا کہ مسیلمہ کی سرکوبی کے لیے جاؤ لیکن انتظار کرلینا کہ شُرَحْبِیل بن حَسَنَہ کچھ مجاہدوں کو لے کر تم سے آملیں۔ پھر دشمن پر چڑھ دوڑنا۔ حضرت عکرمہ اس فتنے کو کچلنے کے لیے بیتاب تھے۔ منزلوں پر منزلیں مارتے اس کے سر پر جادھمکے دشمن کو مقابل دیکھا اور حضرت شُرحبیل کے آنے میں دیر ہوئی تو نہ جانے کیا حالات ہوئے کہ رک نہ سکے دشمن پر چڑھ دوڑے۔ اُدھر پوری تیاریاں تھیں۔ مسلمانوں کا حملہ بیکار گیا۔ یہ سن کر شُرحبیل راستے ہی میں رک گئے۔ اتنے میں دربارِ خلافت سے بھی حکم آ گیا کہ جہاں ہو وہیں ٹھہرے رہو۔ خالد بن ولید تمہاری مدد کو لشکر لے کر آتے ہیں۔

مسیلمہ کو خبر پہنچ گئی کہ خالد آ رہے ہیں تو اس نے سوچا کہ خالد کے آنے سے پہلے ہی شُرحبیل سے نپٹ لینا چاہیے تا کہ مسلمانوں کا حوصلہ گر جائے۔ چنانچہ آگے بڑھ کر ان پر حملہ آور ہوا اور اپنے مقصد میں کامیاب رہا۔

حضرت خالد بنی تمیم کی مہم سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ دربارِ خلافت کا حکم ملا کہ سیدھے یمامہ جاؤ اور مسیلمہ کے فتنے کو مٹاؤ!

یمامہ کی آخری بستی عقرباء کے آگے وادی ریاض میں دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابل ہیں مسیلمہ کے پاس چالیس ہزار کالشکر ہے[۴]۔ عام طور پر مشہور ہے کہ یہ بڑی تربیت یافتہ فوج ہے اوراس کے پاس خوب ساز وسامان ہے۔ عکرمہ اور شُرحبیل سے لڑکر مرتدوں کے حوصلے بلند ہوگئے ہیں[۵]۔ رجال اور مسیلمہ سمجھتے ہیں کہ یہ آخری داؤ ہے اس لیے ہر طرح تیار ہیں۔ دونوں حریف ایک دوسرے کو تول رہے ہیں، صفیں درست ہورہی ہیں رجز پڑھے جارہے ہیں کہ لیجیے لڑائی چھڑ گئی اور دونوں فوجیں ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑیں۔ امیرِ لشکر خالد آگے آگے ہیں زید[۶] بن خطاب سیدھے بازو کی فوج کو لڑا رہے ہیں۔ بائیں بازو ابوحذیفہ کمان کررہے ہیں۔ شُرحبیل حضرت خالد کے ساتھ ہیں معرکہ بدر کے بہت سے جگردار بھی آئے ہیں۔ ایسے جلیل القدر صحابہ بھی موجود ہیں جنھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں برابر جنگوں میں حصہ لیا تھا۔

جوں جوں دن گذرتا گیا مقابلے کی شدت بھی بڑھتی گئی۔ کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ کس کا پلہ بھاری رہے گا۔ اتنے میں مسیلمہ کا لڑکا آگے بڑھا۔ بنوحنیفہ کو مخاطب کرکے بولا کہ جواں مردو لڑو خوب لڑو آج عبرت کا دن ہے۔ اپنے نسب کو یاد کرو اور اپنی عورتوں کو بچاؤ۔

یہ سننا تھا کہ بنوحنیفہ بڑے جوش سے آگے بڑھے۔ محکم[۷] نے میمنے کو آگے بڑھایا رجال نے میسرے کو اور بنو حنیفہ نے مسلمانوں کو پیچھے ہٹانا شروع کیا تو ان کے پڑاؤ تک بڑھ گئے۔ خیموں کی رسیاں کاٹ دیں چوب اکھاڑ دیئے، جو چیز سامنے آئی اسے تہس نہس کرکے رکھ دیا۔ رجال ہوا کے کندھوں پر اڑتا پھر رہا تھا۔ کبھی ادھر کبھی ادھر۔ اسے دیکھ کر اس کے آدمیوں کے دل بڑھ رہے تھے حضرت زید بن خطاب نے دیکھا دشمن کے حوصلے بڑھے ہوئے ہیں تو انھوں نے سوچا اس وقت بچاؤ کی بہترین صورت یہی ہے کہ آگے بڑھ کر حملہ کیا جائے۔ میدان جنگ پر ایک نظر ڈالی۔ دیکھا رجال بڑھا چلا آرہا ہے تو اسے للکارا کہ او دشمن خدا! او مرتد!

رجال بولا......اب یہی میرے بھائی بند ہیں

زید نے کہا......اب بھی اپنے گناہوں سے توبہ کرلے!

رجال نے جواب دیا......اب تو انھیں کے ساتھ میرا مرنا جینا ہے۔

رجال نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کے تیور دیکھ لیے تھے۔ ہندی ساخت کی تلوار ہاتھ میں تھی۔ اس کا نرم فولادی بھل چمکایا کہ زید دیکھ لیں وہ آب وہ جلا تھی کہ آئینہ سا چمکتا تھا۔ زید خطاب کے بیٹے فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے! فرمایا کہ اپنی تلوار کی آب دکھاتا ہے۔ میری جراتِ ایمانی کی آب وتاب دیکھ!

دونوں سنبھلے آگے بڑھے انھوں نے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم [۸] کا نعرہ بلند کیا۔ دونوں کی تلواریں اٹھیں دونوں تڑپیں لیکن خاک وخون میں تڑپنا رجال کا مقدر تھا

ایک سپاہی کی ضرب کرتی ہے کارِ سپاہ!

بنو حنیفہ نے دیکھا ان کا وزیر امیر اور مشیر مارا گیا [۹] تو بے قابو ہو گئے۔ آندھی کے تیز وتند جھکڑ چل رہے تھے۔ میدان جنگ گردوغبار سے اٹ گیا تھا [۱۰]۔ مسلمان سرداروں نے آپس میں مشورہ کرنا چاہا۔ زید چلائے کہ کوئی مشورہ نہیں ہوگا۔ کوئی گفتگو نہیں! یہ وقت ہے کہ دشمن پر پل پڑو اور بڑھتے چلے جاؤ۔ اب میں یا تو دشمن کو مار بھگاؤں گا یا پھر بارگاہِ رب العزت میں پہنچ کر اس جنگ کا حال سناؤں گا۔

یہ کہہ کر وہ میدان جنگ کی طرف یوں چلے جیسے کمان سے تیر بے خطا نشانہ بے خوف تیور یا محمد کا ورد زبان پر معلوم ہوتا تھا آدمی نہیں کوئی خدائی طاقت ہے جو دشمنوں پر ٹوٹ پڑی ہے جس نے انھیں دیکھا سہم کے راستے سے ہٹ گیا۔ وہ بڑھتے رہے اور ان کے ساتھ ساتھ اسلامی لشکر بھی بڑھتا رہا ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ، ابو دجانہ رضی اللہ عنہ، ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ، براء بن مالک رضی اللہ عنہ، خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنی اپنی جگہ دادِ شجاعت دے رہے تھے کہ دشمن میدان چھوڑ [۱۱] بھاگا۔

جنگ ختم ہوئی تو حضرت عبداللہ بن عمر میدان کارزار سے مدینہ واپس پہنچے۔ باپ سے عرض کیا کہ چچا شہید ہوئے!

لختِ جگر میدان سے لوٹا تھا۔ باپ نے بیٹے کو گلے نہیں لگایا۔ کچھ پوچھا تو صرف اتنا کہ زید شہید ہوئے اور تم نے یہ سعادت حاصل نہ کی!

حضرت عبداللہ بولے کہ......اسی تمنا میں لڑتا رہا لیکن قدرت شاید کچھ اور امتحان لینا چاہتی ہے [۱۲]

کوئی سچے تو یہ الفاظ کس کی زبان سے نکل رہے تھے! باپ بیٹے کی گفتگو تھی یا ایمان انسانی پیکروں میں ڈھل کر خود آپ بول رہا تھا۔

براہیمی نظر پیدا مگر مشکل سے ہوتی ہے!

حواشی

[۱] مطابق ۳۳-۶۳۲ء [۲] نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلاطین کو جو خطوط لکھے تھے اس زمانے میں وہ ہوذہ بن علی سردار یمامہ کا سفیر خصوصی بن کر خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آیا اور ایمان کی سعادت سے بہرہ ور ہو کر عرصے تک مدینے میں رہا۔ (البدایہ

والنہایہ جلد ششم، ۲۵۔۳۱۶)۔ مسیلمہ الحجر میں ہوذہ کا نائب سلطنت تھا۔[۳] حکومت سعودی عرب کے مستقر ریاض کے قریب ہی یمامہ کا صدر مقام الحجر واقع تھا۔ بنوحنیفہ کے بعد بنوبکر بڑی تعداد میں یہاں آباد ہوگئے۔ اس دور کی یادگار عمارتوں میں پتھر کے مینار مسلمانوں کی یہاں آمد کے وقت باقی تھے۔ قلقشندی (صبح الاعشی نمبر ۱۳، صفحہ: ۱۶)۔ یمامہ کا علاقہ غلے کی پیداوار اور کھجور کی فصلوں کے لیے مشہور تھا اسلحہ جنگ میں یہاں کے تیر بڑے اچھے ہوتے تھے۔ یمامہ ہی کو جوّ بھی کہتے ہیں۔ آلوسی (بلوغ الارب جلد سوم ص ۱۶۵ مطبولاہور)۔ ہوذہ نے نبوت کا دعویٰ تو نہیں کیا لیکن ایمان لانے کے لیے ایک شرط مقرر کی کہ اسے بھی حکومت میں حصہ دیا جائے اور شہروں کا والی بنایا جائے۔ ظاہر ہے کہ ایسی لغو درخواست کو رد کر دیا گیا۔ حجر یمامہ اور حجر مدائن صالح الگ الگ بستیاں تھیں۔[۴] ابن خلدون ابن اثیر۔ طبری۔[۵] عکرمہ کی جلد بازی اور شکست پر خلیفۃ المسلمین نے لکھا کہ: مادر عکرمہ کے فرزند! میں ہرگز تمہاری صورت نہ دیکھوں گا اور نہ تم میری صورت دیکھو گے۔ یہاں لوٹ کر مت آنا ورنہ لوگوں کے حوصلے پست ہوں گے۔ سیدھے حذیفہ اور عرفجہ کے پاس چلے جاؤ اور ان کے ساتھ عمان اور مہدہ کے مرتد عربوں سے لڑو۔ اگر وہ جنگ میں مشغول ہوں تو آگے بڑھ جاؤ۔ طبری (سیف بن عمرو۔ خلافت راشدہ) خورشید احمد (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سرکاری خطوط مکتوب نمبر ۷، صفحہ ۲۳۔ مطبوعہ دہلی ۱۹۶۰ء)[۶] حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے والدہ کا نام اسماء تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سوتیلے بھائی تھے اور عمر میں ان سے بڑے تھے دونوں بھائیوں میں بڑی الفت تھی ہجرت کے پہلے قافلے کے ساتھ مدینے پہنچے بدری صحابہ میں شامل ہیں جرأ کا یہ عالم تھا کہ ننگے بدن میدان جہاد میں کود پڑے تھے، احد میں اسی طرح لڑتے رہے بھائی نے پوچھا تو بولے، شہادت کی تمنا ہے اور کوئی بات نہیں۔ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام مہموں میں شامل رہے۔ حجۃ الوداع میں بھی حاضر تھے۔ قد بھائی کی طرح اونچا تھا اور رنگ گندم گوں۔[۷] محکم بن طفیل۔[۸] خاص اس لڑائی کا نعرۂ جنگ۔[9] جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی تھی کہ وہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مارا جائیگا (استیعاب جلد نمبر ۱)[۱۰] مسیلمہ سے لڑائی تاریخ اسلام کی اہم ترین لڑائیوں میں سے ایک ہے یہ ختم نبوت کے خلاف سب سے زیادہ منظّم سازش تھی۔ مسیلمہ نے کہنے کو جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار کیا تھا۔ طبری نے لکھا ہے اس کے ماننے والے جو اذان دیتے تھے اس میں اَشْہَدُ ان محمد الرسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے الفاظ بھی موجود تھے تا کہ سیاسی اینچ پینچ سے ناواقف مسلمانوں کی ہمدردیاں اس کے ساتھ رہیں۔ جو شوشہ اس نے چھوڑا تھا وہ یہ تھا کہ میں نبوت میں ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک ہوں۔ اسے صحابہ کرام نے متفقہ طور پر ارتداد قرار دیا۔ یہی وجہ ہے کہ یمامہ کے اسیران جنگ کو مشرکین کی طرح غلام بنایا گیا ورنہ مسلمان باغی کیا ذمی بھی بندی میں پکڑے جائیں تو غلام نہیں بنائے جاتے جناب محمد بن حنیفہ کی والدہ بنوحنیف ہی میں سے تھیں۔ یمامہ کی لڑائی میں وہ بندی میں پکڑی گئی تھیں۔[۱۱] جنگ یمامہ میں مارے جانے کے وقت مسیلمہ کی عمر ایک سو پچاس برس کی تھی۔ وہ حضرت عبدالمطلب کی عمر کا تھا اس کے پیرو ایک لاکھ تھے [۱۲] سہیل (تاریخ طبری) ابن اثیر (تاریخ کامل۔ دورِ صدیقی)

(ماخوذ: رزم حق وباطل)